فتاویٰ امن پوری (قسط ۱٦۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: وبائی امراض کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: مندرجہ ذیل اُمور ملاحظہ ہوں؛

متعدی بیماری:

بیماری متعدی ہوتی ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا عَدْوٰی . ''کوئی بیماری (بذات خود) متعدی نہیں۔''

(صحيح البخاري : 5757، صحيح مسلم : 2220)

❀ ایک دیہاتی کہنے لگا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَمَا بَالُ الْإِبِلِ، تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ، فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ .

''اللہ کے رسول! تو ان اونٹوں کے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے، جو صحرا میں ہوتے ہیں، گویا کہ ہرن ہوں، ان سے ایک خارش زدہ اونٹ ملتا ہے اور سب کو خارش لگا دیتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگائی؟''

(صحيح البخاري: 5770، صحيح مسلم: 2221)

نبی کریم ﷺ سمجھانا چاہتے ہیں کہ ایک اونٹ سے دوسرے اونٹوں کا خارش کا لگنا صرف اس وجہ سے نہیں کہ خارش زدہ اونٹ دوسروں سے مل گیا ہے، بلکہ اس میں اصل مشیئت الٰہی ہے، یعنی جس اللہ نے پہلے اونٹ کو بغیر کسی سبب سے بیماری لگائی، وہ چاہے، تو وہی بیماری دوسروں تک بھی منتقل ہو جائے، چاہے تو منتقل نہ ہو۔ اصل وجہ مشیئت الٰہی ہے، نہ کہ اونٹوں کا آپس میں ملنا۔

❁ بعض روایات ہیں:

لَا يُورِدُ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ .

''بیمار جانور کو صحت مند جانوروں کے پاس نہ لائیے۔'' (صحيح مسلم: 2221)

اس حدیث میں ایک حفاظتی تدبیر کی راہنمائی کی گئی ہے کہ بیمار جانور کو تندرست جانوروں سے الگ رکھا جائے، تاکہ یہ وہم دور ہو جائے کہ بیماری بذات خود متعدی ہوتی ہے۔ جبکہ بیماری اللہ کے اذن سے متعدی ہوتی ہے۔

❁ دوسری روایت ہے:

فِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ .

''کوڑھ زدہ آدمی سے ایسے بھاگیں، جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔''

(صحيح البخاري: 5707)

❁ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَّأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِّنْهُ .

''اگر تمہیں کسی جگہ کوڑھ کے مرض کا علم ہو، تو وہاں مت جاؤ اور اگر تمہارے علاقے میں کوڑھ کا مرض نازل ہو، تو وہاں سے بھاگ کر مت جاؤ۔''

(صحيح البخاري : 5729، صحيح مسلم : 2219)

بیماری متعدی ہوتی ہے، جن احادیث میں نفی وارد ہے، ان سے مراد جاہلی عقائد کی نفی مقصود ہے، وہ یہ کہ بیماری بذات خود متعدی ہوتی ہے، جبکہ صحیح یہ ہے کہ بیماری متعدی ہوتی ہے، لیکن اللہ کی مشیت وارادہ سے۔ اللہ چاہے، تو بیمار سے تندرست کو لگا دے، چاہے نہ لگائے۔

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَابُ لَا عَدْوٰى عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي كَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَقِدُونَهٗ مِنْ إِضَافَةِ الْفِعْلِ إِلٰى غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

''بیماری کے متعدی ہونے کی نفی زمانہ جاہلیت کے اعتقاد کی نفی ہے کہ جو فعل کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔''

(السّنن الكبرٰى : 216/7)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا حُجَّةَ فِي هٰذَا لِمَنْ أَنْكَرَ الْأَسْبَابَ، بَلْ فِيهِ إِثْبَاتُ الْقَدَرِ، وَرَدُّ الْأَسْبَابِ كُلِّهَا إِلَى الْفَاعِلِ الْأَوَّلِ؛ إِذْ لَوْ كَانَ كُلُّ سَبَبٍ مُسْتَنِدًا إِلٰى سَبَبٍ قَبْلَهٗ لَا إِلٰى غَايَةٍ لَزِمَ التَّسَلْسُلُ فِي الْأَسْبَابِ، وَهُوَ مُمْتَنِعٌ؛ فَقَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّسَلْسُلَ بِقَوْلِهٖ : فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ، إِذْ لَوْ كَانَ الْأَوَّلُ قَدْ جَرِبَ بِالْعَدْوٰى

وَالَّذِي قَبْلَهٗ كَذٰلِكَ لَا إِلٰى غَايَةٍ لَزِمَ التَّسَلْسُلُ الْمُمْتَنَعُ .

''اس حدیث میں اسباب کا انکار کرنے والے کی کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ اس میں تقدیر کا اثبات ہے اور یہ کہ تمام اسباب کو فاعل اول کی طرف لوٹایا جائے، کیونکہ اگر ہر سبب کو اس سے ماقبل سبب کی طرف لوٹایا جائے، تو اسباب میں تسلسل لازم آئے گا، جو کہ ممتنع ہے، لہٰذا نبی کریم ﷺ نے یہ فرما کر اس تسلسل کی نفی کر دی: ''پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی؟'' کیونکہ اگر پہلے اونٹ کو خارش بیماری متعدی ہونے سے لگی ہے، تو اس سے پچھلے کو بھی متعدی ہونے سے ہی لگی ہے، جس کی کوئی انتہا نہیں ہوگی، تو ممنوع تسلسل لازم آئے گا۔''

(إعلام الموقعين : ٣٠٢/٤)

❁ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ إِثْبَاتٌ لِّتَأْثِيرِ الْعَدْوٰى، لٰكِنْ تَأْثِيرُهَا لَيْسَ أَمْرًا حَتْمِيًّا، بِحَيْثُ تَكُونُ عِلَّةً فَاعِلَةً، وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْفِرَارِ، وَأَنْ لَّا يُورِدَ مُمَرِّضٌ عَلٰى مُصِحٍّ مِنْ بَابِ تَجَنُّبِ الْأَسْبَابِ لَا مِنْ بَابِ تَأْثِيرِ الْأَسْبَابِ بِنَفْسِهَا، فَالْأَسْبَابُ لَا تُؤَثِّرُ بِنَفْسِهَا، لٰكِنْ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَجَنَّبَ الْأَسْبَابَ الَّتِي تَكُونُ سَبَبًا لِّلْبَلَاءِ، لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾، وَلَا يُمْكِنُ أَنْ يُّقَالَ : إِنَّ الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْكِرُ تَأْثِيرَ الْعَدْوٰى، لِأَنَّ هٰذَا أَمْرٌ يُّبْطِلُهُ الْوَاقِعُ وَالْأَحَادِيثُ الْأُخْرٰى

فَإِنْ قِيلَ : إِنَّ الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَالَ : لَا عَدْوٰى، قَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اَلْإِبِلُ تَكُونُ صَحِيحَةً مِثْلَ الظِّبَاءِ، فَيَدْخُلُهَا الْجَمَلُ الْأَجْرَبُ فَتَجْرَبُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ، يَعْنِي أَنَّ الْمَرَضَ نَزَلَ عَلَى الْأَوَّلِ بِدُونِ عَدْوٰى، بَلْ نَزَلَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَكَذٰلِكَ إِذَا انْتَقَلَ بِالْعَدْوٰى، فَقَدِ انْتَقَلَ بِأَمْرِ اللّٰهِ، وَالشَّيْءُ قَدْ يَكُونُ لَهٗ سَبَبٌ مَّعْلُومٌ وَّقَدْ لَا يَكُونُ لَهٗ سَبَبٌ مَّعْلُومٌ، فَجَرِبَ الْأَوَّلُ لَيْسَ سَبَبُهٗ مَعْلُومًا إِلَّا أَنَّهٗ بِتَقْدِيرِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَجَرِبَ الَّذِي بَعْدَهٗ لَهٗ سَبَبٌ مَّعْلُومٌ، لٰكِنْ لَّوْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَمْ يَجْرَبْ، وَلِهٰذَا أَحْيَانًا تُصَابُ الْإِبِلُ بِالْجَرَبِ، ثُمَّ يَرْتَفِعُ وَلَا تَمُوتُ، وَكَذٰلِكَ الطَّاعُونُ وَالْكَوْلِيرَا أَمْرَاضٌ مُّعَدِّيَةٌ، وَقَدْ تَدْخُلُ الْبَيْتَ فَتُصِيبُ الْبَعْضَ فَيَمُوتُونَ وَيَسْلَمُ آخَرُونَ وَلَا يُصَابُونَ، فَعَلَى الْإِنْسَانِ أَنْ يَّعْتَمِدَ عَلَى اللّٰهِ، وَيَتَوَكَّلَ عَلَيْهِ .

''اس حدیث میں متعدی بیماری کے موثر ہونے کا اثبات کیا گیا ہے، لیکن اس کا موثر ہونا حتمی معاملہ نہیں ہے کہ اس کو کسی چیز کی علت سمجھ لیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھاگنے کا حکم دیا ہے، نیز یہ حکم دیا ہے: ''بیمار اونٹ کو تندرست اونٹوں کے پاس نہ لایا جائے۔'' یہ اس لئے ہے کہ بیماریوں کے اسباب سے بچا جا سکے، اس لئے نہیں کہ اسباب بجائے خود تاثیر رکھتے ہیں۔ اسباب خود کوئی

تاثیرنہیں رکھتے، لیکن ہم ان سے اس لئے اجتناب کرتے ہیں کہ کسی بیماری کے آنے کا ربط نہ بن جائیں۔فرمان باری تعالیٰ ہے:﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ ''خودکو ہلاکت میں مت ڈالو۔'' تو یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متعدی بیماری کی تاثیر کا انکار کیا ہے، کیونکہ امر واقعہ اور دیگر احادیث اس بات کا بطلان کرتی ہیں۔کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی چیز متعدی نہیں ہوتی۔تو ایک شخص کہنے لگا: کبھی اونٹ بالکل صحیح ہوتا ہے، ہرن کی طرح، پھراس کے پاس ایک خارشی اونٹ آتا ہے،تو اسے بھی خارش لگ جاتی ہے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلے اونٹ کوکس نے بیماری لگائی تھی؟''یعنی پہلے اونٹ پر مرض بغیر کسی تعدی کے اللہ کی جانب سے اتری تھی،اسی طرح اس نے دوسرے اونٹ میں اللہ کے حکم سے ہی نفوذ کیا۔کسی بیماری کا سبب بسا اوقات معلوم ہوتا ہے اور بسا اوقات معلوم نہیں ہوتا۔ پہلے اونٹ کو خارش لگی،اس کا کوئی معلوم سبب نہیں تھا، یہ اللہ کی تقدیر سے ہوا اور دوسرے کو خارش لگنے کا سبب معلوم ہے، لیکن اللہ چاہے، تو دوسرے اونٹ کو خارش نہیں بھی لگتی۔اسی لئے کبھی ایک اونٹ کو خارش لگتی ہے، پھر وہ صحت مند بھی ہو جاتا ہے۔مرتا بھی نہیں۔ اسی طرح طاعون اور ہیضہ وغیرہ متعدی امراض ہیں، ایک گھر میں داخل ہوتے ہیں، بعض بندے مر جاتے ہیں،بعض کو کچھ نہیں ہوتا، وہ سلامت رہتے ہیں،تو انسان کو اللہ پر اعتماد اورتوکل کرنا چاہئے۔''

(القَول المُفيد شرح كتاب التّوحيد، ص 565-566)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) لکھتے ہیں:

كَانَتِ الْعَرَبُ تَتَوَهَّمُ الْفِعْلَ فِي الْأَسْبَابِ، كَمَا كَانَتْ تَتَوَهَّمُ نُزُولَ الْمَطَرِ بِفِعْلِ الْأَنْوَاءِ، فَأَبْطَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ بِقَوْلِهٖ : لَا عَدْوٰى، وَإِنَّمَا أَرَادَ إِضَافَةَ الْأَشْيَاءِ إِلَى الْقَدَرِ، وَلِهٰذَا قَالَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ : فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ؟ وَنَهٰى عَنِ الْوُرُودِ إِلٰى بَلَدٍ فِيهِ الطَّاعُونُ لِئَلَّا يَقِفَ الْإِنْسَانُ مَعَ السَّبَبِ وَيَنْسَى الْمُسَبَّبَ، وَسَيَأْتِي فِي مُسْنَدِ أَبِي هُرَيْرَةَ : لَا يُورِدُ مُمَرِّضٌ عَلٰى مُصِحٍّ، وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ فِرَارَكَ مِنَ الْأَسَدِ، ثُمَّ قَدْ يَسْقَمُ الْإِنْسَانُ لِمُصَاحَبَةِ السَّقِيمِ مِنْ جِهَةِ أَنَّ الرَّائِحَةَ كَانَتْ سَبَبًا فِي الْمَرَضِ، وَاللّٰهُ تَعَالٰى قَدْ يُعْمِلُ الْأَسْبَابَ وَقَدْ يُبْطِلُهَا .

''اہل عرب ہر فعل پر کسی سبب کا وہم پال لیتے تھے۔ جیسا کہ وہ سمجھتے تھے کہ بارش ستاروں کا فعل ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس چیز کا رد کر دیا، فرمایا: ''کوئی بیماری (فی نفسہ) متعدی نہیں ہوتی۔'' اس سے آپ ﷺ کی مراد تھی کہ ایسے معاملات کو تقدیر کے سپرد کیا جائے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں فرمایا تھا: ''پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی؟'' آپ ﷺ نے ایسے علاقے میں جانے سے منع فرمایا، جس میں طاعون کی وبا پھیل چکی ہو، تا کہ یوں نہ ہو کہ انسان سبب کے پیچھے پڑا رہے اور خالقِ سبب کو بھول جائے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند میں روایت آ رہی ہے: ''بیمار جانور کو صحت

مند جانوروں کے پاس نہ لایا جائے۔'' (نیز فرمایا:) ''کوڑھ زدہ آدمی سے اس طرح بھاگیں، جیسے آپ شیر سے بھاگتے ہیں۔'' پھر کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان مریض کے ساتھ رہتے ہوئے اس ہوا کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے مریض بیمار ہوا، تو اللہ تعالیٰ کبھی اس سبب کو عمل میں لاتے ہیں اور کبھی باطل کر دیتے ہیں۔''

(كَشف المُشكِل من حديث الصّحيحين : 472/2)

کرونا وائرس:

کرونا وائرس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ یہ ایک متعدی مرض ہے۔ اس کے لیے حفاظتی تدابیر ضروری ہیں۔ مثلاً کرونا وائرس میں اجتماع اور اختلاط سے اجتناب کرنا، ماسک کا استعمال کرنا، ہاتھوں پر دستانے چڑھانا، ہاتھ نہ ملانا، گھروں میں بند رہنا، غیر ضروری نقل و حرکت سے اجتناب کرنا اور وہ تمام پرہیز کی صورتیں، جو ماہرین تجویز کریں، انہیں اختیار کرنا۔

وبائی امراض میں حکمت یہ ہے کہ لوگ متنبہ ہو جائیں، شرک و کفر اور بدعات و خرافات سے باز آ جائیں، عقائد و اعمال کی اصلاح پر توجہ دیں، غفلت دور کریں، آخرت کی تیاری کریں۔ بلاشبہ بیماری کا تعلق پختہ یقین اور توکل کے ساتھ بھی ہے، بہر حال عقائد و اعمال کی اصلاح کے ساتھ ساتھ احتیاطی تدابیر بھی بروئے کار لائی جائیں۔

ان حفاظتی تدابیر کو قرآن و سنت سے ثابت کرنا محض تکلف ہے۔ بعض لوگ نصوص کو اپنی جگہ سے ہٹا دیتے ہیں۔

بعض مسائل:

① مساجد میں با جماعت نماز ضرورت پڑنے پر موقوف بھی کی جا سکتی ہے، اس صورت میں نماز گھر میں ادا کر لی جائے۔ ایسے ہی جمعہ بھی موقوف کیا جا سکتا ہے، جمعہ کی بجائے گھر میں نماز ظہر ادا کر لی جائے۔ عذر کی صورت میں ایسا کرنا درست ہے۔

② مسجدوں میں اذان بدستور جاری رہے، اَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ کے الفاظ کہنے کی بھی ضرورت نہیں۔

③ ان حالات میں دو نمازوں کو جمع کرنا درست نہیں، ہر نماز کو اس کے وقت پر ادا کیا جائے۔ یہ تکاسل اور سستی ہے، جس کی کسی صورت حمایت نہیں کی جا سکتی۔

④ (ا) بعض لوگ جماعت کی صورت میں صف بندی کا خیال نہیں رکھتے، فاصلے پر کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ درست نہیں، کیونکہ جماعت میں صف بندی ضروری ہے، اس کے بغیر جماعت نہیں۔

(ب) ماسک پہن کر نماز پڑھی جا سکتی ہے، کیونکہ حالت نماز میں عذر کی وجہ سے منہ ڈھانپنے میں حرج نہیں۔

⑤ بعض یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ امام سپیکر میں جماعت کروائے اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں سپیکر کی آواز پر با جماعت نماز ادا کر لیں۔ ایسا کرنا قطعاً درست نہیں، کیونکہ با جماعت نماز کے لیے مسجد کا قصد کرنا ضروری ہے۔

⑥ بعض لوگ رات کو مساجد اور گھروں کی چھتوں پر اذانیں کہتے ہیں، یہ بدعت ہے۔ قرون اولیٰ میں بھی وبائیں نازل ہوئیں، لیکن کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا ائمہ اسلام سے یہ عمل ثابت نہیں۔ اس حوالے سے پیش کی جانے والی روایات ضعیف اور غیر ثابت ہیں، نیز ان میں وبا کی صورت میں اذان کہنے کا ذکر نہیں۔

⑦ ان حالات میں اجتماعی روزے کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے، جس کی کوئی اصل نہیں۔ کسی بھی عمل کو کسی وقت یا موقع کے ساتھ خاص کرنے پر دلیل چاہیے۔

⑧ بعض لوگ قرآن کی مخصوص سورتوں اور آیات کا ورد وظیفہ تجویز کرتے ہیں، یہ بھی درست نہیں۔ فضائل وخصائص پر شرعی دلیل درکار ہوتی ہے۔

⑨ (ا) اس وبا کی صورت میں ظاہری اور باطنی تطہیر اور پاکیزگی اختیار کی جائے۔ اللہ کی طرف رجوع اور انابت کریں۔ انفرادی اور اجتماعی دعائیں کریں۔ توبہ واستغفار کو لازم پکڑیں۔ کثرت کے ساتھ صدقہ وخیرات کریں، حسب استطاعت نادار اور حاجت مند افراد کے کام آئیں۔ مسنون اذکار ووظائف، خصوصا صبح وشام کے اذکار اہتمام سے کیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دین ودنیا کی عافیت مانگیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھیں، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔ گناہوں کو ترک کریں اور نیکیوں میں رغبت کریں۔ کسی نیکی یا گناہ کو حقیر نہ سمجھیں۔ اعمال میں اخلاص پیدا کریں۔ صبر اور برداشت سے کام لیں۔

(ب) امراض اور وبائیں نوازل اور حوادث ہیں۔ اس لیے ان میں قنوت نازلہ بھی کی جاسکتی ہے۔ نازلہ کا مطلب ہے: نازل ہونے والی مصیبت، پریشانی، ارضی وسماوی آفت، بیماری اور دشمن کا خوف وغیرہ۔ قنوت نازلہ کو جنگی حالات کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں۔ قنوت فرائض اور نوافل کی آخری رکعت میں کی جائے۔ سری نمازوں میں بھی کی جا سکتی ہے۔ قنوت رکوع سے پہلے اور بعد دونوں طرح ثابت ہے۔ اکیلا نمازی بھی قنوت کر سکتا ہے۔ جماعت کی صورت میں مقتدی امام کی دعا پر آمین کہہ سکتے ہیں۔

⑩ کرونا کی وجہ سے اگر کوئی مسلمان فوت ہو جاتا ہے، تو اس کی تجہیز وتکفین کی

جائے اور اسے اسلامی اعزازات کے ساتھ سپرد خاک کیا جائے۔

سوال: محمد بن اسحاق بن یسار کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: محمد بن اسحاق بن یسار اکثر نقاد ائمہ کے نزدیک حسن الحدیث ہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَلْأَكْثَرُونَ وَثَّقُوهُ.

''اکثر ائمہ نے ان کی توثیق کی ہے۔''

(المَجموع : 190/9)

❁ حافظ ابو العباس دغولی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِمَامٌ فِي الْمَغَازِي صَدُوقٌ فِي الرِّوَايَةِ.

''آپ امام مغازی تھے، روایت میں سچے تھے۔''

(القراءة خلف الإمام للبيهقي، ص 59، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا قَوْلُ أَئِمَّتِنَا فِي مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

''محمد بن اسحاق کے بارے میں ہمارے ائمہ کی یہی رائے ہے۔''

(القراءة خلف الإمام، ص 59)

❁ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

الْأَكْثَرُ عَلٰى تَوْثِيقِهٖ.

''اکثر ائمہ ان کی توثیق کرتے ہیں۔''

(نصب الرّاية : 7/4)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مُوَثَّقٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''جمہور کے نزدیک موثق ہے۔''

(شرح أبي داود : 286/2)

❁ نیز لکھتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ إِسْحَاقَ مِنَ الثِّقَاتِ الْكِبَارِ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''بلاشبہ جمہور کے نزدیک محمد بن اسحاق کبار ثقات میں سے تھے۔''

(شرح أبي داود : 212/4)

(سوال): امام شافعی رحمہ اللہ کی مندرجہ ذیل عبارت کا مطلب کیا ہے؟

نَحْكُمُ بِالْإِجْمَاعِ ثُمَّ الْقِيَاسِ، وَهُوَ أَضْعَفُ مِنْ هٰذَا .

(الرّسالة :598/1)

(جواب): اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے: ''ہم اجماع کے ساتھ فیصلہ کریں گے، پھر قیاس کے ساتھ، جو اجماع سے کم تر ہے۔'' اس عبارت کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اجماع حجت نہیں ہے، بلکہ آپ رحمہ اللہ قرآن وحدیث کے بعد اجماع کو حجت مانتے ہیں، ایک چوتھی دلیل قیاس بھی ہے، جو کمزور دلیل ہے، کیونکہ اس میں خطا اور صواب دونوں کا احتمال موجود ہے، جبکہ اجماع قطعی دلیل ہے، اس میں خطا کا امکان نہیں، اللہ تعالیٰ نے پوری امت کو گمراہی پر جمع ہونے سے محفوظ رکھا ہے۔

(سوال): شاذ کی کیا تعریف ہے؟

(جواب): شاذ کی دو تعریفیں کی گئی ہیں۔

① امام شافعی رحمہ اللہ شاذ کی یوں تعریف بیان کرتے ہیں:

لَيْسَ الشَّاذُّ مِنَ الْحَدِيثِ أَنْ يَرْوِيَ الثِّقَةُ مَا لَا يَرْوِيهِ غَيْرُهُ، هٰذَا لَيْسَ بِشَاذٍّ، إِنَّمَا الشَّاذُّ أَنْ يَرْوِيَ الثِّقَةُ حَدِيثًا يُخَالِفُ فِيهِ النَّاسَ، هٰذَا الشَّاذُّ مِنَ الْحَدِيثِ.

''شاذ حدیث کی تعریف یہ نہیں کہ ثقہ راوی ایسی روایت بیان کرے، جو دیگر رواۃ بیان نہیں کرتے، یہ شاذ نہیں ہے، بلکہ شاذ حدیث یہ ہے کہ ثقہ ایسی حدیث بیان کرے، جس میں وہ دیگر (ثقہ) رواۃ کی مخالفت کرے۔''

(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص 119، وسندهٗ صحيحٌ)

② حافظ خلیلی رحمہ اللہ شاذ کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں:

الَّذِي عَلَيْهِ حُفَّاظُ الْحَدِيثِ؛ الشَّاذُّ: مَا لَيْسَ لَهُ إِلَّا إِسْنَادٌ وَّاحِدٌ يَشُذُّ بِذٰلِكَ شَيْخٌ ثِقَةٌ كَانَ أَوْ غَيْرَ ثِقَةٍ فَمَا كَانَ عَنْ غَيْرِ ثِقَةٍ فَمَتْرَوْكٌ لَا يُقْبَلُ وَمَا كَانَ عَنْ ثِقَةٍ يُتَوَقَّفُ فِيهِ.

''حفاظ حدیث کے نزدیک شاذ حدیث یہ ہے کہ جس کی صرف ایک ہی سند ہو، جسے کوئی راوی دوسروں سے مختلف بیان کرے، خواہ وہ راوی ثقہ ہو یا غیر ثقہ۔ اگر غیر ثقہ ہوگا، تو روایت ترک کر دی جائے گی، قبول نہیں ہوگی اور اگر راوی ثقہ ہو، تو اس کو قبول کرنے میں توقف کیا جائے گا۔''

(الإرشاد: 176/1)

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا أَكْثَرُ الْحُفَّاظِ الْمُتَقَدِّمِينَ فَإِنَّهُمْ يَقُولُونَ فِي الْحَدِيثِ إِذَا

انْفَرَدَ بِهِ وَاحِدٌ وَإِنْ لَّمْ يَرْوِ الثِّقَاتُ خِلَافَهٗ أَنَّهٗ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ، وَيَجْعَلُونَ ذٰلِكَ عِلَّةً فِيهِ.

''اکثر متقدمین محدثین کہتے ہیں: جس حدیث کو بیان کرنے میں راوی منفرد ہو، خواہ وہ ثقات کی روایت کے خلاف بھی نہ ہو، مگر اس کی متابعت نہ کی گئی ہو، تو محدثین اسے روایت حدیث میں علت (شاذ ہونا) بناتے ہیں۔''

(شرح علل التّرمذي :1/352)

سوال: کیا اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر سے سب جانتا ہے؟

جواب: اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے عرش پر مستوی ہے، مگر کائنات کی ہر شے کو جانتا ہے، کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَايْمُ اللّٰهِ! إِنِّي لَأَخْشٰى لَوْ كُنْتُ أُحِبُّ قَتْلَهٗ؛ لَقَتَلْتُ يَعْنِي عُثْمَانَ، وَلٰكِنْ عَلِمَ اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ عَرْشِهٖ أَنِّي لَمْ أُحِبَّ قَتْلَهٗ.

''اللہ گواہ ہے کہ مجھے بہت ڈر ہے اور اگر مجھے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل پسند ہوتا، تو میں خود انہیں قتل کرتی، مگر اللہ اپنے عرش کے اوپر سے جانتا ہے کہ مجھے ان کا قتل بالکل پسند نہیں ہے۔''

(الرَّدّ علی الجهميّة، ص 83، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا سرکاری ملازم اپنی تنخواہ سے زائد رقم وصول کر سکتا ہے؟

جواب: سرکاری ملازم، جسے ماہانہ تنخواہ ملتی ہے، اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنی تنخواہ سے زائد رقم لے۔

❀ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا أَخَذَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ غُلُولٌ .

''ہم جس کو کسی کام پر متعین کریں اور اسے اس پر تنخواہ بھی دیں، تو جو وہ اس سے زائد لے گا، وہ خیانت ہوگی۔''

(سنن أبي داود : 2943، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: مشہور جھوٹے مؤرخین کون سے ہیں؟

جواب: چند جھوٹے مؤرخین ملاحظہ ہوں؛

① محمد بن سائب کلبی (۱۴۶ھ)

② ابو مخنف لوط بن یحییٰ (۱۵۷ھ)

③ سیف بن عمر (قریبا ۱۸۰ھ)

④ ہشام بن محمد بن سائب کلبی (۲۰۴ھ)

⑤ محمد بن عمر واقدی (۲۰۷ھ)

⑥ ہیثم بن عدی (۲۰۷ھ)

⑦ نصر بن مزاحم (۲۱۲ھ)

⑧ ابو محمد احمد بن اعثم ازدی (بعد ۳۲۰ھ)

سوال: تاریخ کی مشہور جھوٹی کتابیں کون سی ہیں؟

جواب: تاریخ کی مشہور جھوٹی کتابیں یہ ہیں؛

① الامامۃ والسیاسۃ لعبداللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری (۲۷۶ھ)

② انساب الاشراف لاحمد بن یحییٰ البلاذری (۲۷۹ھ)

③ تاریخ یعقوبی لاحمد بن ابی یعقوب (۲۹۲ھ)

④ مروج الذھب لعلی بن الحسین المسعودی (۳۴۵ھ)

⑤ مقاتل الطالبین لابی الفرج علی بن الحسین (۳۵۶ھ)

(سوال): مردار جانور کو جلانا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔ اس سے انسانوں کو مردار کی بدبو سے بچایا جا سکتا ہے۔

(سوال): گدھی کے دودھ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): گدھی کے دودھ کا وہی حکم ہے، جو اس کے گوشت کا ہے، گدھی کا گوشت حرام ہے، لہٰذا اس سے پیدا ہونے والا دودھ بھی حرام ہے۔ اسی طرح گدھی کے دودھ سے علاج کرنا جائز نہیں، کیونکہ حرام سے علاج جائز نہیں، نیز گدھی کے دودھ کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں۔

(سوال): عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند صحیح متصل ہے۔

❁ علامہ حازمی رحمہ اللہ (۵۸۴ھ) فرماتے ہیں:

عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ ثِقَةٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ، وَإِذَا رَوٰى عَنْ غَيْرِ أَبِيهِ لَمْ يَخْتَلِفْ أَحَدٌ فِي الْاِحْتِجَاجِ بِهٖ، وَأَمَّا رِوَايَتُهٗ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهٖ، فَالْأَكْثَرُونَ عَلٰى أَنَّهَا مُتَّصِلَةٌ لَيْسَ فِيهَا إِرْسَالٌ وَلَا انْقِطَاعٌ .

''عمرو بن شعیب ائمہ حدیث کے نزدیک بالاتفاق ثقہ ہیں، جب اپنے باپ

کے علاوہ کسی سے روایت کریں، تو ان سے حجت پکڑنے میں کوئی اختلاف نہیں، البتہ جب ''عن ابیہ عن جدہ'' کی سند سے بیان کریں، تو اکثر اہل علم کی رائے میں یہ سند متصل ہے، منقطع یا مرسل نہیں۔''

(الاعتبار، ص 42)

سوال: کیا روافض سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھتے ہیں؟

جواب: جی ہاں۔

❁ امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرَاهُمْ يَكْذِبُونَ عَلٰى عَلِيٍّ .

''روافض سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔''

(العِلَل ومَعرفة الرِّجال لأحمد : 36/27، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کب شہید ہوئے؟

جواب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تاریخ شہادت میں اختلاف ہے۔ درست اور صحیح یہ ہے کہ آپ کی شہادت ۲۱ رمضان کی صبح کو ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بیٹے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

❁ حریث (حرب) بن مخشی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَلِيًّا قُتِلَ صَبِيحَةَ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۲۱ رمضان کی صبح کو شہید ہوئے۔''

(التاريخ الأوسط للبخاري :74/1، المستدرك للحاكم : 4688، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: روز قیامت مشرک اور کافر کہاں ہوں گے؟

(جواب): اسلام دین فطرت ہے۔ اس کے تمام احکام فطرت سے ہم آہنگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا اور خود اپنی عبادت کے طریقے سمجھائے۔ اس سبق کی یاد دہانی کے لیے ہر علاقے اور زمانے میں انبیائے ورسل مبعوث فرمائے، کتابیں اور صحیفے اُتارے، تاکہ تمام انسان صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معبود برحق مانیں۔

دنیا فانی ہے، اس کے بعد ایک دن آنے والا ہے، جسے قیامت کہتے ہیں، اس دن تمام اعمال کا پورا پورا حساب ہوگا، کسی کے لیے جنت کے فیصلے ہوں گے اور کوئی اپنے اعمال کے بدلے جہنم میں داخل ہوگا۔

ہر انسان کسی نہ کسی عقیدے اور نظریے پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والا بھی ایک نظریہ رکھتا ہے، بس یہی نظریہ ہے، جو روز قیامت اچھے برے میں تمیز کرے گا اور جنتیوں اور جہنمیوں میں حد فاصل ہوگا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اگر تمام انسان ان عقائد اور نظریات کو حرزِ جاں بنالیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعے نازل کیے ہیں، کیونکہ عقیدہ اور نظریہ وہی معتبر ہوگا، جو باری تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کے فرامین عالیہ کے مطابق ہوگا۔

اس لیے ہم دنیا کے تمام انسانوں کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ روز آخرت کو سامنے رکھیں اور دلائل اور براہین کی روشنی میں اپنی عقائد کی اصلاح کرلیں، اسلام قبول کریں، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں عطا فرمائے گا اور اگر موت کا پیغام آنے سے پہلے شرک وکفر سے توبہ نہ کرسکے، تو اگلا جہان بہت الم ناک ہونے والا ہے، لہٰذا راہِ نجات یہی ہے کہ اسلام کو بطور دین قبول کرلیا جائے، کیونکہ دنیا میں ایک ہی دین ہے، جس کے عقائد ونظریات من جانب اللہ ہیں، جو عقل اور فطرت کے عین مطابق ہیں۔

❁ نیز فرمایا:

﴿إِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾

(المائدة : ٧٢)

''یقیناً جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے، (بغیر توبہ کے مر جائے، تو) اس پر جنت حرام ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔''

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ﴾(البيّنة : ٦)

''اہل کتاب میں سے کفر کرنے والے اور مشرک جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے، یہ سب سے بری مخلوق ہیں۔''

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ﴾

(الأعراف : ١٧٩)

''ہم نے جنوں اور انسانوں میں سے بہت سوں کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان کے دل ہیں، مگر یہ سمجھتے نہیں، آنکھیں ہیں، مگر ان سے دیکھتے نہیں، کان تو ہیں، مگر سنتے نہیں، یہ جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی بدتر۔ یہ غافل اور لاپرواہ لوگ ہیں۔''

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ، فَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ، إِلَّا يَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ، وَغُبَّرَاتُ أَهْلِ الكِتَابِ فَيُدْعَى اليَهُودُ فَيُقَالُ لَهُمْ: مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالُوا : كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللَّهِ فَيُقَالُ لَهُمْ: كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ، فَمَاذَا تَبْغُونَ؟ فَقَالُوا :عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا، فَيُشَارُ أَلَا تَرِدُونَ فَيُحْشَرُونَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُونَ فِي النَّارِ، ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارَى فَيُقَالُ لَهُمْ : مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ؟ قَالُوا : كُنَّا نَعْبُدُ المَسِيحَ ابْنَ اللَّهِ، فَيُقَالُ لَهُمْ :كَذَبْتُمْ، مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَلَا وَلَدٍ، فَيُقَالُ لَهُمْ :مَاذَا تَبْغُونَ؟ فَكَذَلِكَ مِثْلَ الْأَوَّلِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ، أَوْ فَاجِرٍ، أَتَاهُمْ رَبُّ العَالَمِينَ فِي أَدْنَى صُورَةٍ مِنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا، فَيُقَالُ : مَاذَا تَنْتَظِرُونَ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ، قَالُوا : فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلَى أَفْقَرِ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ، وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِي كُنَّا نَعْبُدُ، فَيَقُولُ :أَنَا

رَبُّكُمْ، فَيَقُولُونَ : لَا نُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا .

''جب قیامت کا دن ہو گا، ایک آواز لگانے والا آواز لگائے گا، تو گروہ اس کے پیچھے چلے گا، جس کی وہ عبادت کرتا تھا۔ جو غیر اللہ مثلاً بتوں اور مورتیوں وغیرہ کی عبادت کرتے تھے، وہ جہنم واصل ہوں گے، یہاں تک کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے نیک و بدلوگ رہ جائیں گے اور اہل کتاب کے باقی ماندہ لوگ رہ جائیں گے۔ یہود سے پوچھا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم عزیرابن اللہ کی عبادت کرتے تھے، تو ان سے کہا جائے گا: تم جھوٹے ہو، اللہ تعالیٰ کی تو نہ بیوی ہے اور نہ اولاد، تو تم کس تلاش میں رہے؟ تو وہ کہیں گے: ہمارے رب! ہمیں پیاس لگی ہے، ہمیں پانی پلا دے، تو انہیں پینے کے لیے اشارہ کیا جائے گا اور انہیں جہنم کی طرف اکھٹا کیا جائے گا، وہ اسے پانی خیال کریں گے۔ اس جہنم کا ایک حصہ دوسرے کو کھا رہا ہو گا اور ان یہودیوں کو اس میں پھینک دیا جائے گا۔ پھر نصاریٰ کو بلایا جائے گا، ان سے پوچھا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے رہے؟ کہیں گے: ہم مسیح ابن اللہ کی عبادت کرتے تھے، تو ان سے کہا جائے گا: تم جھوٹے ہو، اللہ تعالیٰ کی تو نہ بیوی ہے اور نہ اولاد، ان سے مزید کہا جائے گا کہ تم کسے معبود تلاش کرتے رہے؟ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہو گا، جو پہلوں (یہودیوں) کے ساتھ ہو گا۔ حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا نیک اور بد رہ جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف قریب قریب اسی صورت میں آئے گا، جس صورت میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہو گا، تو ان سے کہا جائے گا: تم کس کا انتظار کر رہے

ہو،لوگ تو اپنے اپنے معبودوں کے پیچھے چل دیے ہیں؟ تو وہ کہیں گے: ہم دنیا میں لوگوں سے جدا ہو گئے، جبکہ ہمیں دنیا میں ان کی ضرورت بھی تھی، مگر ہم ان کے ساتھی نہیں بنے، ہم تو اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں، جس کی ہم عبادت کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ کہے گا: ہم تمہارا رب ہوں، تو وہ دو یا تین مرتبہ کہیں گے: ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔''

(صحيح البخاري :4581، 7437، صحيح مسلم : 184)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت فرمائیں گے:

إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ .

''میں نے کافروں پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 3350)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا فَهُوَ فِي النَّارِ، وَإِنْ مَاتَ قَبْلَ الْبِعْثَةِ؛ لِأَنَّ الْمُشْرِكِينَ كَانُوا قَدْ غَيَّرُوا الْحَنِيفِيَّةَ دِينَ إِبْرَاهِيمَ وَاسْتَبْدَلُوا بِهَا الشِّرْكَ وَارْتَكَبُوهُ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ حُجَّةٌ مِنَ اللَّهِ بِهِ، وَقُبْحُهُ وَالْوَعِيدُ عَلَيْهِ بِالنَّارِ لَمْ يَزَلْ مَعْلُومًا مِنْ دِينِ الرُّسُلِ كُلِّهِمْ مِنْ أَوَّلِهِمْ إِلَى آخِرِهِمْ، وَأَخْبَارُ عُقُوبَاتِ اللَّهِ لِأَهْلِهِ مُتَدَاوَلَةٌ بَيْنَ الْأُمَمِ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ، فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ عَلَى

الْمُشْرِكِينَ فِي كُلِّ وَقْتٍ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا مَا فَطَرَ عِبَادَهُ عَلَيْهِ مِنْ تَوْحِيدِ رُبُوبِيَّتِهِ الْمُسْتَلْزِمِ لِتَوْحِيدِ إِلَهِيَّتِهِ، وَأَنَّهُ يَسْتَحِيلُ فِي كُلِّ فِطْرَةٍ وَعَقْلٍ أَنْ يَكُونَ مَعَهُ إِلَهٌ آخَرُ، وَإِنْ كَانَ سُبْحَانَهُ لَا يُعَذِّبُ بِمُقْتَضَى هَذِهِ الْفِطْرَةِ وَحْدَهَا، فَلَمْ تَزَلْ دَعْوَةُ الرُّسُلِ إِلَى التَّوْحِيدِ فِي الْأَرْضِ مَعْلُومَةً لِأَهْلِهَا، فَالْمُشْرِكُ يَسْتَحِقُّ الْعَذَابَ بِمُخَالَفَتِهِ دَعْوَةَ الرُّسُلِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

''بلاشبہ جو حالت شرک میں فوت ہو گیا، وہ جہنم میں ہو گا، اگر چہ وہ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی فوت ہوا ہو، کیونکہ مشرکین نے دین ابراہیم حنیفیت کو بدل کر شرک کو دین بنالیا تھا، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے کوئی عذر نہ ہو گا۔ شرک کا قبیح ہونا اور اس پر جہنم کی وعید ہونا اول تا آخر تمام رسولوں کے دین میں بنیادی بات رہی ہے۔ مشرکین پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی خبریں تمام امتوں میں متداول رہی ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کو ہر زمانے کے مشرکین پر حجت بالغہ حاصل ہے۔ اور کچھ نہ ہو، تو کم سے کم وہ فطرت تو موجود رہی ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کیا ہے، یعنی توحید ربوبیت، جو کہ توحید اُلوہیت کو مستلزم ہے، فطرت اور عقل میں یہ بات محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ ہو، اگر چہ اللہ تعالیٰ صرف اس فطرت پر ہی عذاب نہیں دیتا۔ چونکہ زمین میں رہنے والوں کے لیے رسولوں کی دعوتِ توحید ہمیشہ

رہی ہے، لہٰذا رسولوں کی اس دعوت کی مخالفت کرنے والا مشرک عذاب کا مستحق ہے، واللہ اعلم!''

(زاد المَعاد : 3/599)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منادی کروائی:

إِنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ.

''بلاشبہ جنت میں صرف مسلمان ہی جائے گا۔''

(صحيح البخاري : 3062، صحيح مسلم : 111)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهٖ؛ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ.

''اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت کا جو بھی یہودی ونصرانی میرا پیغام سنے اور میری تعلیمات پر ایمان لائے بغیر مر جائے، وہ جہنمی ہے۔''(صحيح مسلم : 153)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، أَيْ مَنْ هُوَ مَوْجُودٌ فِي زَمَنِي وَبَعْدِي إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَكُلُّهُمْ يَجِبُ عَلَيْهِمُ الدُّخُولُ فِي طَاعَتِهٖ، وَإِنَّمَا ذَكَرَ الْيَهُودِيَّ وَالنَّصْرَانِيَّ تَنْبِيهًا عَلٰى مَنْ سِوَاهُمَا، وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَهُمْ

كِتَابٌ، فَإِذَا كَانَ هٰذَا شَأْنَهُمْ مَّعَ أَنَّ لَهُمْ كِتَابًا؛ فَغَيْرُهُمْ مِّمَّنْ لَّا كِتَابَ لَهٗ أَوْلٰى .

''فرمان رسول ﷺ: ''اس امت کا جو بھی فرد میرا پیغام سنے گا'' سے مراد یہ ہے کہ میری اطاعت قیامت تک کے لئے سب پر واجب ہے، وہ میرے زمانے کے لوگ ہوں یا میرے بعد آئیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہود ونصاری کا ذکر کیا، حالاں کہ یہود ونصاری کے پاس اپنی کتاب موجود ہے، دراصل آپ سمجھانا چاہتے تھے کہ اگر یہود ونصاری اہل کتاب ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے مکلّف ہیں تو وہ لوگ جن کے پاس کتابیں نہیں ہیں، بالاولی آپ ﷺ پر ایمان لانے کے مکلّف ہوں گے۔''

(شرح صحیح مسلم : 2/188-189)

کفار کا جنت میں جانا محال ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ﴾(الأعراف : ٤٠)

''جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا، ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے، نہ وہ جنت میں داخل ہو سکیں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے نکے سے گزر جائے۔ ہم مجرموں کو اسی طرح بدلا دیتے ہیں۔''